منکرِ حدیث ـــ منکرِ قرآن ہے!

اللہ علیم و قدیر کے لیے یہ انتظام قطعاً مشکل نہ تھا کہ ہر دَور اور ہر علاقے کے لوگوں کی راہنمائی کے لیے ان کی نگاہوں کے سامنے اور ان کی اپنی زبان میں کوئی کتاب آسمانوں سے نازل ہوتی ـــ ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا جاتا، جسے ہر شخص سن اور سمجھ سکتا کہ: "لوگو! یہ کتاب ہدیٰ ہے، اسے پڑھو، سمجھو اور اس پر عمل کرو ـــ اسی میں تمہاری دنیا و آخرت کی فلاح کا راز پوشیدہ ہے، بصورتِ دیگر تم رب کی ناراضگی کے مستحق ٹھہرو گے ـــ لیکن ایسا نہیں ہوُا!

ہاں بلکہ ہوُا تو یہ کہ کتاب ہدیٰ (قرآنِ مجید) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور آپؐ کا مبارک سینہ مہبطِ وحی قرار پایا ـــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ - الآیة!" (الکھف: ۱)

"سب تعریف اس اللہ ہی کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی!"

نیز فرمایا:

"فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ - الآیة!" (البقرۃ: ۹۷)

"بلاشبہ اس (جبریلِ امینؑ) نے اللہ کے حکم سے اس (کتاب) کو آپؐ کے دل پر نازل فرمایا ہے!"

پھر اسی کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے نزول کا مقصد یہ بیان ہوُا کہ:

۱- "وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰی مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا" (بنی اسرائیل: ۱۰۶)

"اور ہم نے اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا ہے، تاکہ آپؐ اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں —— اور ہم نے اسے کما حقہٗ نازل فرمایا ہے!"

۲- "كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ —— الآية!" (ابراهيم: ۱)

"یہ کتاب ہے، ہم نے اسے آپؐ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ آپؐ (اس کے ذریعے) لوگوں کو (کفر و شرک کے) اندھیروں سے نکال کر نورِ (ہدایت) کی طرف لے آئیں۔"

۳- "وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ —— الآية"! (النحل: ۴۴)

"اور ہم نے یہ ذکر آپؐ کی طرف نازل فرمایا ہے، تاکہ آپؐ اسے لوگوں کے سامنے بیان کریں!"

مذکورہ تین آیاتِ قرآنی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مناصب معلوم ہوئے:

۱- قرأتِ کتاب۔

۲- قرآنِ مجید کے ذریعے لوگوں کو (ضلالت کے) اندھیروں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی کی طرف راہنمائی دینا۔

۳- تبیین و تشریحِ قرآنِ مجید، جو قرأت کے علاوہ ہے!

یہ معلوم ہے کہ قرآنِ مجید عربی زبان میں ہے، جس کے مخاطبینِ اولین عرب اہلِ زبان تھے —— بایں ہمہ قرآنِ مجید محض ان کے ہاتھوں میں تھما کر انھیں ان کے حال پر نہیں چھوڑ دیا گیا، بلکہ ان کے سامنے اس کی قرأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب قرار پائی —— جہالت و کفر و شرک کے اندھیروں سے نورِ ہدایت کی طرف راہنمائی کو بھی تنہا قرآنِ مجید پر منحصر نہیں رکھا گیا، بلکہ اس مقصود کو حاصل کرنے کے لیے آپؐ کو بھی راہنما بنایا گیا —— اسی طرح قرآنِ مجید کی تشریح و تبیین بھی آپؐ کا منصب ہے، باوجودیکہ قرآنِ مجید کے یہ اوّلین مخاطب وہی زبان بولتے اور سمجھتے تھے جو قرآنِ مجید کی زبان تھی، اور انھیں بجا طور پر اپنی زبان دانی اور فصاحت و بلاغت پر ناز بھی تھا۔

مقامِ غور ہے کہ جب ان قادر الکلام اہلِ زبان کو بھی مذکورہ امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کی ضرورت تھی، تو ہم جو اہلِ زبان بھی نہیں ہیں، اس سے بے نیاز کیسے رہ

سکتے ہیں؟ ــــ طرفہ یہ کہ قرآنِ کریم کی نگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی پہلوں پچھلوں کے لیے برابر ضروری ہے، چنانچہ دونوں ہی کے لیے اس سے مستفید ہونے کا نتیجہ جنت ہے، اور اس سے اعراض کا نتیجہ جہنم! ــــ تب اگر پہلوں کے لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس موجود تھے، تو پچھلوں کے لیے بھی یہ انتظام ضرور موجود ہونا چاہیے کہ آپؐ کی تعلیمات ان تک پہنچیں، اور یوں اللہ خیر الحاکمین کی طرف سے عدل و انصاف کے تقاضے بھی پورے ہوں ــــ بالخصوص اس لیے کہ مذکورہ بالا تینوں آیات میں مذکور: "لِتَقۡرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ" ــــ "لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ" ــــ "لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ" تینوں مناصبِ نبوت "النّاس" یعنی جملہ انسانوں سے متعلق ہیں ــــ اب منکرینِ حدیثِ رسولؐ، لیکن قرآن سے عقیدت کا دعوٰی رکھنے والے:

- یا تو یہ کہیں کہ قرآنِ مجید میں یہ الفاظ زائد اور بلا ضرورت ہیں!
- یا پھر وہ یہ کہیں کہ وہ انسان نہیں ہیں، تاکہ قصہ پاک ہو!
- یا یوں کہیں کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی بسلسلہ قرأتِ کتاب اور تشریح و تبیین کی کوئی ضرورت نہیں ــــ حالانکہ یہ قرآنِ کریم کا انکار ہے، اندریں صورت قرآنِ مجید سے ان کی عقیدت کا دعوٰی کیا ہوگا؟
- تبیین و قرأتِ کتاب کے علاوہ "لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ" بھی قرآنِ کریم کا بیان کردہ حضورؐ کا منصب ہے، چنانچہ یا تو انکارِ حدیث کے باوصف اس کی ممکنہ صورت بتائیں، ورنہ کھل کر یہ کہہ دیں کہ انھیں کفر و ضلالت کے اندھیروں سے نکل کر نورِ ہدایت کی طرف آنا بالکل منظور نہیں ــــ تاکہ بات ٹھکانے تو لگے!

اگر یہ چاروں صورتیں ان کے لیے ناقابلِ قبول ہیں، تو پانچویں اور آخری ممکنہ صورت یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں ــــ قرآنِ کریم تقاضا کر رہا ہے کہ:
حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأتِ کتاب کے انداز بھی قیامت تک آنے والے جملہ انسانوں کے لیے محفوظ و موجود رہنے چاہئیں!

- تمام بنی آدم کو نورِ ہدایت سے سرفراز ہونے کے لیے قرآنِ مجید کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کی بھی اشد ضرورت ہے!
- آپؐ کا بیان بھی رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لیے باقی رہنا ناگزیر ہے!

—— اور چونکہ ان تمام تقاضائے قرآنی کی تکمیل کا واحد ذریعہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، لہٰذا وہ حجیّتِ حدیثِ رسولؐ کے قائل ہو کر اپنی عاقبت کی خیر منائیں —— بصورتِ دیگر وہ حدیث کے ساتھ ساتھ قرآن کے بھی انکاری ہوں گے —— اور یہی وضاحت ہم بار بار کر رہے ہیں کہ حدیثِ رسولؐ کا منکر، قرآنِ کریم کا بھی منکر ہے!

(جاری ہے)

(بقیہ از صفحہ ۲۶)

بنت رواحہ میں سے بیٹے عطیہ دیا ہے میری بیوی کا کہنا ہے کہ میں آپ ﷺ کو اس پر گواہ بناؤں" آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اپنی باقی اولاد کو بھی اس کے برابر دیا ہے؟ اس پر (میرے والد نے کہا) "نہیں" آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو"

نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں، میرے والد نے واپس آکر وہ عطیہ واپس لے لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا"۔

۱۱۔ گیارھواں حق یہ ہے کہ جب والدین قریب المرگ ہوں تو اپنی اولاد کو توحید و اسلام پر قائم رہنے کی وصیت کریں، جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کی تھی۔

قرآنِ مجید میں ہے:

"أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ"

"کیا تم اس وقت موجود تھے، جب یعقوبؑ وفات پانے لگے، جب انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ انھوں نے کہا کہ ہم آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی عبادت کریں گے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں"